بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۹۴

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۴

از الفضل بیدِ اللہ یؤتیہ من یشاء — عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محمودًا

روزنامہ

الفضل ربوہ

یوم شنبہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily

ALFAZL

RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۴/۱۹	۳۰ صلح ۱۳۴۴ ہش ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ ۳۰ جنوری ۱۹۶۵ء	نمبر ۲۵

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

ربوہ ۲۹ جنوری بوقت ۹ بجے صبح

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعائیں جاری رکھیں ؛

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں مانگو اور اُس کے فضل کو طلب کرو

رات کو مُردہ کی طرح پڑے رہنے اور سونے سے کیا حاصل

(۱) ”خدا تعالےٰ بڑا کریم ہے اس کی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا اور جس کو تلاش کرنے والا اور طلب کرنیوالا کبھی محروم نہیں رہا۔ اس لئے تم کو چاہیئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دعا کے لئے کئی مواقع ہیں۔ رکوع۔ قیام قعدہ سجدہ وغیرہ۔ پھر آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ فجر، ظہر، عصر، شام اور عشاء ان پر ترقی کر کے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں۔ یہ سب دعا ہی کیلئے مواقع ہیں۔ نماز کی اصلی غرض اور مغز دعا ہی ہے اور دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عین مطابق ہے۔ مثلاً عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا ہوتا ہے، اضطراب ظاہر کرتا ہے۔ تو ماں کس قدر بیقرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے۔ الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع خضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہیئے۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۵۱، ۳۵۲)

(۲) ”میں نہیں سمجھتا کہ رات اور دن میں کیا فرق ہے۔ صرف نور اور ظلمت کا فرق ہے۔ سو وہ نُور تو مصنوعی بھی بن سکتا ہے بلکہ رات میں تو یہ ایک برکت ہے۔ خدا نے بھی اپنے فیضان عطا کرنے کا وقت رات ہی رکھا ہے چنانچہ تہجد کا حکم رات کو ہے۔ رات میں دوسری طرفوں سے فراغت اور کشمکش سے بے فکری ہوتی ہے۔ اچھی طرح دل جمعی سے کام ہو سکتا ہے۔ رات کو مُردہ کی طرح پڑے رہنا اور سونے سے کیا حاصل۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۳۸)

اخبار احمدیّہ

— ۰ رمضان شریف کے مبارک ایام میں احباب اپنی خاص دعاؤں میں معلمین اور دیگر کارکنان وقفِ جدید کو بھی یاد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں ؛

(ناظم وقفِ جدید ربوہ)

— ۰ تمام لجنات اماءاللہ ۴ اپریل کو اصلاح وارشاد کے تحت وسیع پیمانے پر اپنے ہاں جلسے منعقد کر کے زیادہ سے زیادہ غیر از جماعت مستورات کو شامل کرنے کی کوشش کریں۔ اور رپورٹ مرکز میں بھجوائیں۔

سیکرٹری اصلاح وارشاد لجنہ اماءاللہ
مرکزیہ — ربوہ

— ۰ مکرم سید غضنفر علی شاہ صاحب بخاری ایڈووکیٹ صدر ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن سرگودہا ۲۵ دسمبر ۱۹۶۴ء کو کار کے ایک افسوسناک حادثہ میں شدید زخمی ہو گئے تھے آپ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں زیر علاج ہیں۔ آپ کی حالت خدا تعالےٰ کے فضل سے پہلے سے اچھی ہے۔ ان مبارک ایام میں احباب آپ کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ ظہور احمد باجوہ

— ۰ ربوہ ۲۹ جنوری۔ گزشتہ رات (۲۵ رمضان المبارک) سے یہاں مطلع جزوی طور پر ابر آلود ہے ؛

— ۰ ”فوری ضرورتوں پر کام آنے والے روپے کے سوا تمام روپیہ جو بنکوں میں دوستوں کا جمع ہے۔ وہ بطور امانت خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل ہونا چاہیئے۔“

— ارشاد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ —

(افسر خزانہ صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۳۰ جنوری ۶۵ء

فتنۂ آخر الزماں کا مقابلہ

ہم نے اپنے گزشتہ اداریہ میں اشارہ کیا تھا کہ تجدید و احیائے دین کا کام اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے جیسا کہ اس نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ حدیث مجددین میں اس کی تفصیل یوں کی گئی ہے کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس امتِ محمدیہ کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کو مبعوث کیا کرے گا جو امت کیلئے دین کی تجدید کرے گا۔ اس حدیث سے اور نصِ قرآنی سے ثابت ہے کہ تجدید و احیائے دین کا کام اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے اور چھوٹے چھوٹے مصلحین جو اپنے طور پر کھڑے ہوتے ہیں وہ تجدید و احیائے دین کا کام نہیں کر سکتے ایسے مصلحین کا کام صرف یہ ہے کہ وہ بعض معمولی باتوں میں اصلاح کی کوشش کریں مثلاً بد رسومات وغیرہ کو جو مسلمانوں میں راہ پا جائیں ان کو اپنے اپنے حلقۂ اثر تک مٹانے کے لئے جد و جہد کریں مگر دین کے احیاء کے لئے ایک ہمہ گیر تحریک برپا کرنا مجددِ وقت یا امامِ وقت کا ہی کام ہے۔ اور ایسے مجددین کے وجود سے لفظاً یا معناً انکار کرنا ہی مسلمانوں کے لئے تباہی کا باعث ہوا ہے۔

اگر مسلمان اپنے اپنے وقت کے مجدد کو پہچان کر اس کی پیروی کرتے تو یقیناً آج مسلمانوں میں اتنے فرقے نہ پیدا ہوتے اور اس قدر فقہی وغیرہ اختلافات نہ ہوتے کہ اب صراطِ مستقیم کو معلوم کرنا سخت مشتبہ ہو چکا ہے اور حالت وہی ہو گئی ہے جو المنبر کے مدیر نے بیان کی ہے کہ

"اس کے باعث پوری امت باہم متصادم اور متحارب فرقوں اور جماعتوں میں بٹ گئی ہے" (صفحہ)

افسوس ہے کہ اگرچہ مدیر المنبر نے سیاسی پارٹی بنا کر اقتدار پر قبضہ کرنے کی سعی کو صحیح طور پر غیر اسلامی طریق کہا ہے لیکن انہوں نے یہ کہہ کر ایک بڑی بھاری غلطی کا ارتکاب کیا ہے کہ

"واضح رہے یہ ادعا ہے کہ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص یا گروہ کامل اور کل دین کو قائم و برپا کرنے کے لئے اٹھا ہے۔ ایک ایسا ادعا ہے جس کا حقیقت سے ذرا بھی تعلق نہیں، یہ بے جا غرور اور تحکم ہے اور اس کا نتیجہ ہے اپنی گمراہی اور دوسروں کی ہلاکت، امتی، اجزاءِ دین ہی کے علمبردار اور متحمل ہو سکتے ہیں۔ کل دین کا تحمل صرف انبیاء ہی کر سکتے ہیں"۔

(المنبر ۲۲ ص ۲، ۶۵)

یہ تو درست ہے جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے کہ غیر مامور مصلح صرف چھوٹی چھوٹی اصلاحوں میں جد و جہد کر سکتے ہیں یعنی عام امتی اجزائے دین ہی کے علمبردار اور متحمل ہو سکتے ہیں کل دین کا تحمل صرف انبیاء ہی کر سکتے ہیں لیکن سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل

یعنی میری امت میں ایسے علماء بھی ہوں گے جو بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہوں گے۔ اب ظاہر ہے کہ ہر کہ و مہ جو اپنے تئیں عالم کہلاتا ہے وہ اس زمرہ میں شامل نہیں ہو سکتا بلکہ یہ پیشگوئی ان علماء کے حق میں ہے جو انبیاءِ بنی اسرائیل کی طرح مبعوث ہوں گے۔ چنانچہ حدیث مجددین میں جن مجددین کی پیشگوئی کی گئی ہے وہ اسی زمرہ میں آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کو مبعوث کرتا اور انبیاء کی طرح ان سے دین کی تجدید و احیا کا کام لیتا ہے۔

مشکل یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر صرف اپنی عقل پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ جب آیہ انا لہ لحافظون اور حدیث مجددین موجود ہے تو خدا جانے یہ لوگ ان کو چھوڑ کر کیوں عقلی استدلال کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔

آیہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور حدیث مجددین سے ثابت ہے کہ مجددین اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں پورے دین کی تجدید و احیاء کے لئے کھڑے ہوں گے البتہ ہر مجدد اپنے اپنے زمانہ کے لحاظ سے ان غلطیوں کا قلع قمع کرنے پر زور دے گا جو اس کے وقت تک دین میں پڑ گئی ہوں۔ مجددین کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے زمانے کے لئے ہر مجدد کافی ہوتا رہا ہے۔ اور وہ اپنے عہد میں دین کی تجدید و احیا کرتا رہا ہے۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں کچھ خاص قسم کی غلطیاں دین میں گھس آتی ہیں مجددِ وقت ان کو دور کرنے کے لئے زیادہ جد و جہد کرتا ہے مثلاً حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں یونانی فلسفہ کی وجہ سے متکلمین نے بہت سی الجھنیں دین میں ڈال دی ہوئی تھیں حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے جو اپنے وقت کے مجدد تھے یونانی فلسفہ کے مقابلہ میں دینِ اسلام کی حقانیت کو واضح کیا۔ تاہم آپ اپنے زمانے کے لحاظ سے مجدد تھے۔ اسی طرح دوسرے مجددین کی حالت ہے۔

البتہ قرآن و حدیث میں ایسی پیشگوئیاں ہیں جو آخری زمانے کے ایک مصلح یا مجدد کی خبر دیتی ہیں جس کو الامام المہدی اور مسیح موعود بھی کہا گیا ہے چونکہ اس آخری زمانہ میں دین پر ہمہ گیر باطل کا حملہ ہونے والا تھا اور طاغوت یا دجال اپنے تمام لشکر میدان میں لاکر دین کو مٹانے پر تل جانے والا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق اس زمانے کا مجدد "جری اللہ فی حلل الانبیاء" کی شان کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لئے میدان میں نکلنے والا تھا۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ زمانہ ایسا نہیں ہے کہ دین میں ایک دو یا چند غلطیاں پڑ گئی ہوں آج تمام مسلمان اہلِ علم حضرات اس بات کے شاہد ہیں کہ اس زمانہ میں اسلام پر جو الحاد کا حملہ ہوا ہے وہ اپنی طاقتوں میں نہایت سخت اور عدیم النظیر ہے ایسے حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے محض غیر مامور امتی جو جزوی طور پر ہی اصلاحِ دین کر سکنے کے قابل ہو کیا کام کر سکتا ہے؟ اور نہ غیر مامور علماء اتحاد کر کے ہی اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس لئے ضروری تھا کہ اس زمانہ میں وہ امام پیدا ہو جس کی خبر پیشگوئیوں میں دی گئی ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے متعلق تو یہ پیشگوئی تھی کہ چھوٹے چھوٹے مفاسد کو دور کرنے کے لئے آپؐ کی امت میں ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث ہوا کرے گا۔ کیا کوئی عقل اس کو تسلیم کر سکتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے مفاسد کو دور کرنے کے لئے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددین ظاہر ہوتے رہیں جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ (ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۴۱) لیکن اس عظیم الشان فتنہ کے موقع پر جس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب سے دنیا میں انبیاء آنے لگے ہیں وہ اس فتنہ کی خبر دیتے چلے آئے ہیں۔ کوئی مامور نہ آئے کوئی ہادی نہ آئے کوئی راہنما نہ آئے مسلمانوں کو دینِ حقہ پر جمع کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی آواز بلند نہ کی جائے مسلمانوں کو تاریکی اور ظلمت کے گڑھے میں سے نکالنے کے لئے آسمان سے کوئی رسی نہ گرائی جائے وہ خدا جو ابتدائے عالم سے اپنے رحم و کرم کے نمونے دکھاتا چلا آیا ہے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اس کے رحم اور کرم کے دریا میں مزید جوش پیدا ہو گیا ہے نہ کہ اس کا رحم اور کرم مٹ گئے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کبھی بھی رحیم تھا تو امتِ محمدیہ کے لئے اس کو پہلے سے زیادہ رحیم ہونا چاہیئے۔ اگر خدا تعالیٰ کبھی بھی کریم تھا تو امتِ محمدیہ کے لئے اس کو پہلے سے زیادہ کریم ہونا چاہیئے اور یقیناً وہ ایسا ہی ہے۔ قرآن کریم اور حدیث اس پر شاہد ہیں کہ امتِ محمدیہ میں جب کبھی خرابی پیدا ہو گی خدا تعالیٰ اپنی طرف سے ہادی اور رہنما بھجواتا رہے گا۔ خصوصاً اس آخری زمانہ میں جبکہ دجّال کا فتنہ ظاہر ہو گا، عیسائیت غالب آ جائے گی اسلام ظاہری طور پر مغلوب ہو جائے گا اور مسلمان دین کو چھوڑ بیٹھیں گے اور دوسری اقوام کے رسم و رواج کو اختیار کر لیں گے۔ تو رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک کامل مظہر ظاہر ہو گا اور اس زمانہ کی اصلاح کرے گا جس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ (مشکوٰۃ کتاب العلم) یعنی اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کی صرف تحریر رہ جائے گی۔ اسلام کا مغز کہیں نظر نہ آئے گا اور قرآن کے معنی کسی پر روشن نہ ہوں گے"۔

(احمدیت کا پیغام ص ۳۳، ۳۴)

قرآن کریم کی آخری تین سورتوں کی تفسیر

فرمودہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

۲۸ فروری ۱۹۳۰ء بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اختتام درس قرآن کریم کے موقعہ پر آخری تین سورتوں کی تفسیر میں حسب ذیل تقریر فرمائی:-

سورۃ اخلاص کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

یہ سورۃ جسے مَیں نے ابھی پڑھا ہے۔ ان سورتوں میں سے ایک ہے جن کو میں نے قرآن کریم کے درس کے اختتام کے لئے اپنے لئے مخصوص کیا تھا۔ دو سورتیں اس کے بعد آتی ہیں۔ اور ان دونوں سورتوں کا اس سے

خاص تعلق

ہے۔ بعض لوگوں نے غلطی سے یہ خیال کر لیا ہے کہ اس کے بعد کی دونوں سورتیں قرآن کریم کا حصہ نہیں بلکہ قرآن اسی سورۃ پر ختم ہو جاتا ہے اور بعد میں قرآن کریم کی تلاوت کے بعد استعاذہ کے طور پر اگلی دو سورتیں ہیں۔ لیکن اگر کوئی تدبّر سے قرآن کریم کے معانی پر غور کرے تو وہ اس نتیجہ پر پہونچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگلی دونوں سورتیں اس سے ایسی پیوستہ ہیں کہ انہیں کسی صورت میں بھی اس سے علیحدہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس سورۃ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

خاص طور پر اہمیت

دی ہے۔ اور گویا قرآن کا قلب قرار دیا ہے۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔ ایک صحابی کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت ہوئی کہ وہ نماز میں ہمیشہ سورۃ اخلاص کی تلاوت کرتے ہیں۔ آپ نے ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ مجھے اس سورۃ کے مطالب بہت پیارے لگتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کی تصدیق کی۔ اور فرمایا یہ سورۃ

قرآن کریم کا خلاصہ

ہے۔ یہ وقت تو درحقیقت دعا کے لئے ہے۔ اس لئے تفصیلی طور پر میں اس کے مطالب بیان نہیں کر سکتا۔ لیکن نہایت اختصار کے ساتھ اس کے مضامین بیان کرتا ہوں۔ تا وہ غرض پوری ہو جائے۔ جس کے لئے مَیں یہاں آیا ہوں اور درس کے اس حصہ میں بھی مجھے شمولیت حاصل ہو جائے۔

اللہ تعالےٰ اس سورۃ میں فرماتا ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں اللہ تعالےٰ کا نام لے کر شروع کرتا ہوں جو بے انتہا کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

قل ھو اللہ احد۔ اے سننے والے قرآن کریم کی تعلیم تو نے سنی۔ قرآن سارا نازل ہو گیا۔ اب ہم اسے ختم کر رہے ہیں۔ لیکن تجھے پتہ ہے تیرا ایک فرض ہے۔ اب تیرا یہ فرض ہے کہ دنیا کو یہ خبر پہونچا دے کہ

احد ذات اللہ تعالےٰ کی ہے

تیرا یہ کام نہیں کہ قرآن سن کر گھر میں بیٹھ رہے۔ اور یہ خیال کرلے کہ یہ کلام صرف میرے لئے ہی نازل ہوا ہے۔ دنیا میں تو ہی ایک وجود نہیں کہ سنے اور چپکا گھر میں بیٹھا رہے۔ بلکہ تو بے انتہا مخلوق میں کا ایک فرد ہے احد ذات ہماری ہی ہے۔ اگر احد ہوتے ہوئے ہم دوسروں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اگر باوجود لاشریک ہونے کے ہماری رحمت اس امر کی متقاضی ہے کہ ہم

مخلوق کی راہ نمائی

کی طرف متوجہ ہوں تو تُو جو ایک فرد ہے بے انتہا مخلوق کا۔ کس طرح خیال کر سکتا ہے کہ اکیلا دنیا میں بسر کر سکتا ہے۔ اس لئے لوگوں میں جا اور ان کو اس تعلیم سے واقف کر جو تُو نے سنی ہے۔ قرآن کریم کے خاتمہ پر قل کہنا اس امر پر دلالت کرتا ہے۔ کہ یہ سورۃ قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔ کیونکہ جب انسان کوئی بات ختم کر چکتا ہے تو خاتمہ پر کہتا ہے تو نے سنا۔ یہ بات تو نے پہنچانی ہے۔

پس قل ھو اللہ احد میں ایک طرف تو یہ اشارہ ہے کہ انسان اپنی ذات میں اکیلا نہیں رہ سکتا۔ اور دوسری طرف یہ موجودات سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ احد جو اپنی ذات میں کامل ہے وہ اللہ تعالےٰ کی ذات ہے۔ باقی ساری مخلوق ازواج ہے۔ کوئی منفرد دنیا میں نہیں۔ سب کو ہم نے زوج کی صورت میں پیدا

کیا ہے۔ مخلوق میں واحد تو مل سکتے ہیں مگر احد کوئی نہیں۔ احد اس

تنزیہی مقام

کا نام ہے جسے ہم تمام موجودات سے علیحدہ کر کے اپنے ذہن میں لا سکتے ہیں۔ واحد اور احد میں یہی فرق ہے کہ واحد کے معنی بھی گو ایک کے ہیں۔ مگر اس سے آگے سلسلہ جاری ہوتا ہے۔ عربی زبان میں واحد اثنین کہتے ہیں احد اثنین نہیں کہتے۔ کیونکہ احد میں یہ مفہوم ہے کہ اس سے آگے کسی اور چیز کی طرف خیال منتقل نہیں ہو سکتا۔ تو احد ذات اللہ ہی کی ہے۔ باقی ساری مخلوق ایک دوسری سے پروئی ہوئی ہے۔ خواہ وہ نقطہ ابتدائی ہو خواہ انتہائی۔ خواہ وسطی۔

اس پر قدرتاً یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے بھی تو مخلوق پیدا کی ہے۔ اور بندے کو

اپنی صفات کے ظہور کے لئے

پیدا کیا ہے۔ پھر وہ اپنی مخلوق کی طرف متوجہ بھی ہوتا ہے۔ اس لئے وہ بھی بندے کا محتاج ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ الصمد بے شک اللہ تعالےٰ نے اور چیزیں پیدا کی ہیں۔ لیکن وہ صمد ہے۔ دوسری چیزیں اس کی محتاج ہیں لیکن وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اگرچہ عربی میں غنی اسے کہتے ہیں جو کسی کا محتاج نہ ہو۔ لیکن دوسروں کا محتاج ہونا بھی ضروری نہیں لیکن

صمد کے معنے

یہ ہیں کہ نہ صرف وہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ دوسری اشیاء اس کی محتاج ہیں۔

اس آیت میں بتایا کہ اللہ تعالےٰ کا تعلق دوسری چیزوں سے یہ نہیں کہ وہ ان کا محتاج ہے بلکہ وہ مخلوق کی طرف اس لئے متوجہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اشیاء اس کی حاجت مند ہیں جیسے کوئی شخص پیاس سے تڑپ رہا ہو اور اسے کوئی شخص پانی پلا دے۔ تو پانی پلانے والے کا پیاسے کی طرف متوجہ ہونا اپنے کسی

فائدہ کے لئے نہیں بلکہ اس کی بھلائی کے لئے توجہ دو رنگ کی ہوتی ہے۔ کبھی خود احتیاج ہوتی ہے کبھی دوسرے کو۔ اس لئے فرمایا چونکہ مخلوق ہمارے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اس لئے ہم اس کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ تا وہ قائم رہے۔ ورنہ ہم احد ہیں۔

لم یلد ولم یولد نہ تو اس نے کوئی بچہ جنا ہے۔ اور نہ اسے کسی نے جنا۔ بعض دفعہ ایک طاقت کام کرنے والی ہوتی ہے۔ مگر وہ دوسروں سے نکلی ہوتی ہے۔ اس لئے فرمایا۔ ہماری

احدیت نسبتی نہیں

جیسے بادشاہ کا بیٹا بادشاہ ہوتا ہے۔ وہ اگرچہ اپنے زمانہ میں خود مختار ہوتا ہے۔ مگر اختیارات اسے دوسرے سے ملے ہوتے ہیں۔ حتی کہ ابتدائی بادشاہ بھی اس امر کا محتاج ہوتا ہے کہ اس کی سلطنت قائم اور جاری رکھنے والے اور وجود ہوں۔ لیکن فرمایا لم یلد ولم یولد۔ ہماری صمدیت زمانی نہیں بلکہ ابدی ہے۔ نہ تو ہم پر آئندہ فنا آنے والی ہے کہ جانشین کے محتاج ہوں۔ اور نہ ہم پہلے کسی کی حکومت پر قابض ہوئے ہیں۔ ہماری صمدیت بغیر نسبت کے ہے زمانی نہیں۔ نہ ہمیں صمدیت کسی اور سے ملی ہے اور نہ کسی کو ہم سے ملے گی۔

ولم یکن لہ کفواً احد۔ پھر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی بلحاظ طاقت و اختیارات تو کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ لیکن بعض چیزیں

قابلیت کے جوہر کے لحاظ سے

اس کے برابر ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک بادشاہ ہے۔ اگرچہ طاقت کے لحاظ سے کوئی دوسرا اس کے مدمقابل نہ ہو۔ لیکن قابلیت کے لحاظ سے اور لوگ بھی اس کے برابر اور ہم پلہ ہو سکتے ہیں۔ جو اگر اس بادشاہ کو علیحدہ کر دیا جائے۔ تو اس کا کام سنبھال سکتے۔ اور اچھی طرح سلطنت کا کاروبار چلا سکتے ہیں۔ بلکہ قابلیت کے لحاظ سے دوسروں کا کسی بااقتدار ہستی سے بڑھا ہوا ہونا بھی ممکن ہے۔ اس لئے فرمایا ولم یکن لہ کفواً احد یعنی یہ نہیں کہ ہم صرف صمد ہیں۔ بلکہ قابلیت کے جوہر کے لحاظ سے بھی ہمارا کوئی کفو نہیں۔ اس لئے نہ صرف عملی لحاظ سے ہی ہم کسی کے محتاج نہیں بلکہ ذاتی جوہر کے لحاظ سے بھی کوئی ہمارا مقابل نہیں۔ گویا خدا تعالےٰ کی

کمال تنزیہہ

بیان کی ہے۔ پہلے فرمایا وہ احد ہے۔ احدیت پر جو اعتراض ہو سکتا تھا۔ اسے صمدیت سے دور کر دیا۔ پھر صمدیت کی تین شقیں تھیں کہ وہ

پہلے سے نہیں تھا اب ہے آئندہ نہیں ہوگا نہیں لم یلد ولم یولد سے صاف کر دیا۔ پھر یہ اعتراض ہوسکتا تھا کہ اگرچہ وہ بالفعل صمد ہے لیکن بالقوہ اور ہستیاں بھی صمد ہو سکتی ہیں مگر اسے چونکہ غلبہ ہے اس لئے وہ مقابل میں کھڑی نہیں ہوتیں۔ اس کے متعلق فرمایا وہ ہر رنگ میں ہمعصروں سے پاک ہے۔

اسی طرح ان کو بتایا کہ تو احد نہیں اور تجھے دوسروں سے مل کر رہنا پڑے گا۔ اور جب دوسروں سے مل کر رہنا ہوگا تو دوسروں کا تجھے خیال بھی رکھنا ہوگا کہ وہ خراب نہ ہو جائیں کیونکہ ممکن نہیں کہ دوسروں کی خرابی سے متاثر ہوئے بغیر تو رہ سکے۔ دیکھو بچے پاس پاس اینٹیں کھڑی کرکے ان میں سے ایک کو دھکا دیتے ہیں اور اس طرح سب کی سب گر جاتی ہیں تو جو چیزیں آپس میں وابستہ ہوں ان میں سے ایک میں خرابی پیدا ہو جانے سے

سب میں خرابی

آجاتی ہے مگر جو بالکل منفرد ہو اس پر کوئی اثر نہیں ہوسکتا اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جیسے اگر کوئی اینٹ علیحدہ پڑی ہو تو اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وگرنہ جب کوئی چیز کسی کا حصہ ہو تو ایک کی خرابی کا اثر دوسرے پر پڑنا لازمی ہے۔ ماں باپ کی خرابی کا اثر اولاد پر اور اولاد کی خرابی کا اثر ماں باپ پر ہوتا ہے دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اندر اپنی ذات میں تو کوئی نقص نہیں تھا لیکن آپ کی امت نے خراب ہو کر آپ کے

فیضان کو بند

کر دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس وقت ایک مامور کو نہ بھیجتا تو اسلام کی ترقی کی کونسی صورت باقی رہ گئی تھی۔ تو جب ایک چیز دوسری کا جزو ہو تو وہ دوسروں کی محتاج ہوتی ہے اس لئے اس صورت میں اس طرف توجہ دلائی کہ چونکہ ایک انسان کی خرابی کا اثر دوسروں پر پڑنا لازمی ہے اس لئے ہم تم سے کہتے ہیں کہ قرآن پڑھنے سے جو

نیکی کا جذبہ

تمہارے اندر پیدا ہوا ہے وہ دوسروں تک پہنچاؤ اور دنیا میں وحدت پھیلاؤ کیونکہ اگر تمہارے ارد گرد خرابی ہوگی تو تم بھی اس سے ضرور متاثر ہوگے۔ وہ اثر خواہ اس طرح ہو کہ تمہیں گندہ کر دے یا اس طرح کہ تمہاری نیکی کو روک دے جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں تو کوئی نقص نہ پیدا ہوا لیکن آپ کی امت نے اپنی خرابی کی وجہ سے آپ کے فیضان کو بند کرکے آپ کی ترقی کو روک دیا۔ آگے فرمایا۔

قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق۔ ومن شر غاسق اذا وقب۔ ومن شر النفّٰثٰت فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد۔

پچھلی سورۃ میں اللہ الصمد ایک آیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ صمد ہے کسی کا محتاج نہیں۔ اور قل اعوذ برب الفلق صمدیت کے مقابل میں بیان فرمایا۔ اس میں اس کی تشریح کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو دوسروں کو زندہ رکھتی ہے مگر انسان پر

کائنات کا ذرہ ذرہ

اثر ڈالتا ہے اس لئے اے بندے جب تو صمد نہیں تو دعا مانگ۔ قل اعوذ برب الفلق جہاں اللہ تعالیٰ تمام موجودات سے مستغنی ہے وہاں انسان ہر چیز سے متاثر ہونے والا ہے ستارے ہم سے کروڑوں میل دور ہیں لیکن ان کا اثر بھی دنیا پر پڑتا ہے۔ قحط کا تعلق بھی ستاروں کی گردش سے بتایا جاتا ہے پس بظاہر جو موجودات جدا جدا ہیں وہ دراصل ایک دوسری کی

ترقی کی سیڑھی

ہیں۔ اس لئے فرمایا۔ تم یہ خیال نہ کرو کہ ہم محتاج نہیں۔ تم کائنات کے ذرہ ذرہ کے محتاج ہو۔ فلق کے معنے پھٹنے کے ہیں۔ اور چونکہ تمام مخلوق خدا تعالیٰ کے ارادہ سے پیدا ہوئی ہے اس لئے فلق کے معنے ساری مخلوقات کے بھی ہیں۔ تو فرمایا۔ قل اعوذ برب الفلق۔ یعنی کہو میں تمام موجودات کے رب سے پناہ مانگتا ہوں کیونکہ کہیں بھی کوئی تغیر پیدا ہو مجھ پر اس کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ من شر ما خلق۔ میں اس کی

تمام مخلوق کے شر

سے پناہ مانگتا ہوں۔ اگر ساری مخلوق کا آپس میں تعلق نہیں اور ایک کا دوسرے پر اثر نہیں پڑتا تو پھر ساری مخلوق کے شر سے پناہ مانگنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ کسی چیز کا بھی محتاج نہیں ہم ہر ایک چیز کے محتاج ہیں۔ اس لئے یہ نہیں فرمایا کہ کہہ میں اپنے ماحول کی خرابی سے پناہ مانگتا ہوں۔ بلکہ یہ فرمایا کہ کہو ہر ایک مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں کیونکہ ہم ان چیزوں سے بھی اثر قبول کر رہے ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتیں۔ جیسے کہ وہ ستارے جن کی روشنی بھی ابھی دنیا تک نہیں پہنچی ان کا بھی اثر ہم پر پڑتا ہے۔ اس لئے فرمایا۔ کہو میں چونکہ اس قدر محتاج ہوں اس لئے ہر مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس کی جس نے سب کو پیدا کیا۔

ومن شر غاسق اذا وقب۔ اسیطرح میں اس بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی چیز فائدہ پہنچاتی پہنچاتی اپنے

فیضان کو بند

کر دے۔ نقصان دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ براہ راست نقصان ہو۔ اور دوسرے یہ کہ کوئی فائدہ رساں چیز اپنے فائدہ اور فیضان کو روک لے۔ اس لئے فرمایا۔ ومن شر غاسق اذا وقب۔ میں چاند سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔ جب وہ چھپ جاتا ہے۔ گویا اس بات سے پناہ مانگتا ہوں۔ کہ۔ فائدہ رساں چیزیں مجھے اپنے فوائد سے محروم نہ کر دیں۔

ومن شر النفّٰثٰت فی العقد

ومن شر حاسد اذا حسد۔ جب انسان تمام مخلوق کے شرور سے محفوظ ہو جائے اور تمام نفع رساں چیزوں کے فوائد اس کے لئے قائم ہو جائیں تو ایسے مقام پر پہنچنے والا

انسان کامل

ہو جاتا ہے۔ اور اس وجہ سے محسود بھی۔ اس لئے فرمایا کہہ۔ شر النفّٰثٰت سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔ یعنی اس کمال کے بعد مجھے زوال نہ ہو۔ اور پھر حاسدوں کے حسد سے بھی محفوظ رہوں۔ کیونکہ ایسے انسان کو لوگ گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔

قل اعوذ برب الناس۔ ملک الناس۔ الٰہ الناس۔ من شر الوسواس الخناس۔ الذی یوسوس فی صدور الناس۔ من الجنۃ والناس۔

جس طرح صمد کہہ کر اپنے مثیل کا انکار کیا تھا اسی طرح یہاں کلام الٰہی پڑھنے والے کے جو مثیل ہیں۔ ان کا ذکر کیا ہے۔ اور جس طرح قل اعوذ برب الفلق میں تمام موجودات سے پناہ مانگنے کی دعا سکھائی تھی۔ اسی طرح اسجگہ انسان کے مثیلوں کے متعلق ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا۔ کہو میں پناہ مانگتا ہوں۔ اس کی جو تمام انسانوں کا الٰہ الناس۔ جو معبود ہے تمام انسانوں کا۔

انسان کو

تین قسم کے ضرر

انسان سے پہنچ سکتے ہیں۔ کبھی ربوبیت کے لحاظ سے۔ یعنی ماں باپ تربیت خراب کرتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں بدیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ماں باپ اگر جھوٹ بولتے ہیں۔ تو بچہ کو بھی عادت ہو جاتی ہے۔ اور اگرچہ دل سے برا مانتا ہے۔ لیکن عادت سے مجبور ہوتا ہے اس لئے یہ دعا سکھائی۔ کہ رب الناس ہونے کے لحاظ سے میری ربوبیت میں جو نقائص ہوں ان سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ مجھ سے پہلے

اور کوئی نہ تھا۔ لیکن مجھ سے پہلے اور لوگ تھے۔ اس لئے ان کی وجہ سے جو نقائص میرے اندر پیدا ہوگئے۔ اور ان کے باعث جو نقصان مجھے پہنچ رہا ہے۔ اے اصل رب اسے دور کر دے۔ ملک الناس۔ بادشاہ کا زمانہ ہمعصری کا زمانہ ہوتا ہے۔ اس لئے میرے ہمعصروں سے جو شرور مجھے پہنچ سکتے ہیں۔ اے حقیقی بادشاہ میں ان سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تو چونکہ حقیقی اور سب کا بادشاہ ہے اور اپنی مخلوق کے حالات سے پوری طرح آگاہ ہے۔ اس لئے میرے ہمعصروں سے جو نقصان مجھے پہنچ رہے ہوں اور جن سے میں واقف بھی نہیں۔ ان سے مجھے بچائے۔

الٰہ الناس۔ آئندہ آنے والے لوگوں کے بداثرات سے بھی مجھے محفوظ رکھنا۔ میرے بعد میرے کاموں کی حفاظت کرنا۔ تابعدمیں آنے والے میری طرف کوئی ایسی بات نہ منسوب کر دیں جس سے میں

شرارت کا منبع

بن جاؤں۔ جس طرح بعض لوگوں کو پیچھے آنے والے معبود بنا لیتے ہیں۔ من شر الوسواس الخناس۔ میں اس وسواس الخناس کی شرارت سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔ جو الذی یوسوس فی صدور الناس۔ من الجنۃ والناس جو ظاہر میں نظر نہیں آتا۔ بعض

مخفی بدیاں

ایسی ہوتی ہیں۔ جن کا انسان کو پتہ نہیں لگتا۔ حتی کہ وہ ایک نہ ایک دن انسان کو ضائع کر دیتی ہیں۔ اس لئے کہ ہم وسواس الخناس کی شرارت سے پناہ مانگتے ہیں۔ جو آپ پیچھے رہتا ہے لیکن ہمارے اندر نقص پیدا کر دیتا ہے۔ خنس چھپ جانے کو کہتے ہیں۔ بعض اوقات دوست عزیز بھی انسان کے اندر ایسے نقائص پیدا کر دیتے ہیں جن کا اسے علم نہیں ہوتا۔ تو فرمایا کہو۔ میں ایسے باریک نقائص سے پناہ مانگتا ہوں۔ جن پر میری نظر نہیں پہنچ سکتی۔ یعنی جو طاقت بالقوہ مخفی ہوتی ہے۔ اس کے مقابل میں انسان کو فرمایا تمہارے لئے ایسی چیزیں ہو سکتی ہیں۔ جو ظاہر نہیں ہوتیں۔ مگر بالقوہ ہوتی ہیں۔ اور ان کے اثر تم قبول کرتے ہو۔ یوسوس فی صدور الناس وہ ظاہر نہیں مگر انسان کے دل میں بدی پیدا کر دیتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک کالج کے ایک سکھ طالب علم کو آپ سے بہت

عقیدت تھی - اور وہ اکثر دعا کے لئے لکھتا رہتا تھا - ایک دفعہ اس نے پیغام بھیجا کہ میرے دل میں

دہریت کے خیال

پیدا ہوتے جاتے ہیں - حضرت خلیفۃ اوّل رضی اللہ عنہ نے اس کا یہ پیغام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنایا - آپؑ نے فرمایا - اسے کہیں - جس جگہ وہ بیٹھتا ہے - وہاں سے اپنی جگہ تبدیل کر لے - بعض دفعہ انسان ایسی جگہ اور ایسے لوگوں میں بیٹھتا ہے - جو اگرچہ منہ سے تو اسے کچھ نہیں کہتے - لیکن اندر ہی اندر ان کے خیالات اس پر اثر ڈال رہے ہوتے ہیں - جس طرح آگ کے پاس بیٹھنے سے انسان گرم ہو جاتا ہے - چنانچہ اس نے اپنی جگہ تبدیل کر لی تو اس کے خیالات بھی ٹھیک ہو گئے اس آیت میں ایسی بدیوں سے پناہ مانگنا سکھایا گیا ہے - کہ من الجنۃ والناس یعنی خناس دونوں میں سے ہیں - انسانوں سے بھی اور مخفی ارواح سے بھی - مخفی ارواح بھی انسان پر اثر ڈالتی ہیں - حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - کہ بعض مکانات بھی منحوس ہوتے ہیں - جس کی وجہ یہ ہوتی ہے - کہ کسی وقت ان میں کئی بد آدمی رہ جاتے ہیں - اور ان کے یہ خیالات ان کے بعد بھی ان کی فضا میں قائم رہتے ہیں - اور ان سے پیدا شدہ تاثیر بعد میں وہاں بسنے والوں کی ہلاکت کا موجب ہو سکتی ہیں - اس لئے مخفی ارواح کے نقصان سے بھی پناہ مانگنے کی ہدایت کی گئی

دیکھو کیسی

کامل تعلیم

ہے - اور اس پر عمل کرنے سے انسان کیسا کامل بن سکتا ہے - پس یہ دو سورتیں الگ نہیں - بلکہ قرآن کریم کا جزو ہیں - اور تینوں مل کر ایک مضمون بنتی ہیں - اگر ان دونوں کو الگ کر دیا جائے - تو سورہ اخلاص کی ساری خوبی ماری جاتی ہے -

اب میں محراب میں جا کر دعا کرونگا - سب دوست بھی دعا میں شریک ہوں وہ

اسلام اور سلسلہ کی ترقی

کیلئے بھی دعا کریں - ان بھائیوں کیلئے بھی جو تبلیغ کیلئے باہر گئے ہوئے ہیں - احمدی بھائیوں کے لئے بھی - پھر اپنے لئے اپنے بھائیوں اور دوستوں کیلئے بھی دعائیں کریں - کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کیلئے دعا کرتا ہے - فرشتے اس کیلئے دعا کرتے ہیں - ان بھائیوں کے لئے جو اس وقت موجود ہیں - اور ان کے لئے بھی جو موجود نہیں ہیں +

اسلامی اخلاق کی امتیازی بُنیاد

یومِ آخرت پر ایمان کا عظیم ترین فائدہ

محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل

انسان کے نیک اعمال دو حصوں میں منقسم ہوتے ہیں -

(۱) حقوق اللہ کی ادائیگی سے متعلق -

(۲) حقوق العباد کی ادائیگی سے وابستہ -

پہلی قسم کے اعمال کی قبولیت کی اساس بھی خلوص پر ہوتی ہے - اور دوسری قسم کے اعمال بھی اسی وقت مقبولِ بارگاہِ احدیت ہوتے ہیں جب ان کی ادائیگی اخلاص پر مبنی ہو - جس عمل میں خلوص نہیں وہ بظاہر کتنا نیک ہو - کتنا فائدہ بخش نظر آتا ہو - اللہ تعالےٰ کے ہاں اس کا کوئی وزن نہیں ہو گا -

حقوق اللہ سے متعلق نیک اعمال کے لئے ریاکاری زہر ہلاہل ہے وہ انہیں بیخ سے اکھاڑ دیتی ہے - قرآن مجید نے نمازوں اور قربانیوں کے بارے میں خاص طور پر صراحت فرمائی ہے - کہ ریاء کی نمازیں نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہیں اور خلوص و تقویٰ سے عاری قربانیاں صرف کھانے کا گوشت ہیں - جب تک محض خدا کے لئے یہ عبادتیں نہ ہوں - انہیں اللہ تعالےٰ کے ہاں قبول نہیں کیا جاتا -

حقوق العباد سے متعلق اعمال میں ریاکاری بھی سمِّ قاتل ہے اور اس کے ساتھ کبر و غرور اور انسانوں پر احسان جتانا اور صدقہ و خیرات کر کے ان کو اذیت پہنچانا یہ سب بھی ان بظاہر نیک اعمال کا ستیاناس کر دیتے ہیں - اللہ تعالےٰ نے بار بار اور پوری وضاحت سے آگاہ فرمایا ہے - کہ جو لوگ صدقہ و خیرات لوگوں کے دکھاوے کے لئے کرتے ہیں یا جو صدقہ و خیرات کرنے کے بعد لوگوں پر احسان جتلاتے رہتے ہیں یا انہیں کسی قسم کی اذیت پہنچا کر ان کے جذبات کو مجروح کرتے ہیں وہ اپنی نیکیوں کو ضائع کرتے ہیں اور اپنے صدقات کو برباد کر لیتے ہیں -

قابلِ غور امر ہے کہ انسان نیک اعمال میں ریاء کاری یا احسان جتلانے اور اذیت پہنچانے کے گھنونے فعل کا کیوں مرتکب ہوتا ہے - اور کیوں دانستہ یا نادانستہ اپنے اچھے کام کو ضائع کر لیتا ہے - ظاہر ہے کہ انسانوں کو عموماً اللہ تعالیٰ کے علیم کل ہونے اور یوم آخرت کے واقع ہونے پر پورا یقین نہیں ہوتا - اور وہ خیال کرتے ہیں کہ اپنی نیکی کا کچھ مزہ تو ریاکاری یا منّ و احسان جتلانے سے حاصل کر لیا جائے - یہی خیال ان کے نیک کام کو برباد کرنے کا موجب ہو جاتا ہے -

اسلام نے مومن کو ایمان باللہ کے جس مقام پر کھڑا کیا ہے اس کے بعد ریاء کاری کا سوال ہی پیدا نہیں ہونا چاہیئے - زمین و آسمان کا کوئی ذرہ اللہ تعالےٰ کی نظروں سے اوجھل نہیں اور انسانوں کا کوئی کام اس سے پوشیدہ نہیں وہ ہر جزئی اور ہر کلی کو بخوبی جانتا ہے اور ہر نیک کام کا بدلہ دینے والا ہے - نیکی کتنی بھی چھپ کر کی جائے اللہ تعالےٰ اسے بہر حال جانتا ہے اور اس کا اجر ضرور دیتا ہے - اسلام نے یہ یقین بھی پیدا کیا ہے کہ اصل تعریف وہی ہے جو خدا کرتا ہے وہی صحیح تعریف کر سکتا ہے - کیونکہ اس کی نظر انسان کے پاتال تک ہے - باقی تمام انسانوں کی تعریف بالکل عارضی اور بے وقعت چیز ہے - اسے کوئی وزن نہ دینا چاہیئے، آج ہے تو کل نہیں ہے -

اسلام یہ بھی کہتا ہے کہ اصل نیکی وہی ہے جو محض اللہ تعالےٰ کی خاطر کی جائے - اور جس کا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول ہو - ایسی نیکی کسی صورت میں ضائع نہیں ہو سکتی - یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایسی نیکی کا فوری طور پر نمایاں بدلہ نہ ملے - لیکن ایسا ہونا ہرگز ممکن نہیں کہ وہ نیکی بے ثمر ثابت ہو - اگر دنیا میں نہیں تو اگلی زندگی میں اس نیکی کا بڑھ چڑھ کر بدلہ ملے گا - یعنی وہ مقصد پورا ہو گا جس کی خاطر مومن نے اس نیک کام کو سر انجام دیا ہے اور وہ مقصد اللہ تعالےٰ کی رضاء کا حصول ہے یہ بڑی حد تک دنیا میں بھی پورا ہو جاتا ہے اور ایماندار کو حقیقی نیکی پر طمانیت حاصل ہوتی ہے اور پورا اجر آخرت میں نصیب ہوتا ہے -

اگر غور کیا جائے تو ماننا پڑے گا - کہ اسلام کا عقیدۂ آخرت انسانی اخلاق اور اعمال کے لئے امتیازی بنیاد ہے - اور اسی پر حقیقی نیکی اور تقویٰ کا دار و مدار ہے - اور اسی عقیدہ کی پختگی کا نتیجہ ہوتا ہے - کہ انسان ریاء اور احسان جتلانے کے نقائص اور مصائب سے اپنے اعمال کو کلیۃً پاک کر لیتا ہے - اس کی نظر کام کی نیت - کے وقت بھی خدا پر ہوتی ہے اور کام کرتے وقت بھی وہ اس کی خوشنودی کو مدّنظر رکھتا ہے اور کام ختم کرنے پر بھی محض اسی سے اجر و ثواب کا متمنی ہوتا ہے - کسی مرحلہ پر اس کی نظر مخلوق پر نہیں جاتی - وہ اپنے اجر کے لئے دنیا کے مال و منال پر نظر نہیں رکھتا بلکہ اس کا اصل مدعا اپنے آقا کو راضی کرنا ہے - وہ ریاکاری کر ہی نہیں سکتا کیونکہ مخلوق اس کی نظر سے غائب ہو جاتی ہے اور ان سے واہ واہ کا حصول اس کا مطمح نظر ہی نہیں ہوتا - وہ تو اپنے خدا پر نظر رکھتا ہے جو سینوں کے رازوں کو بھی جانتا ہے اور اس کے اجر و ثواب کے لئے آخرت کا وقت مقرر ہے -

یہ ایک نہایت وسیع مضمون ہے میں اجمالی طور پر عرض کرتا ہوں کہ اسلامی اخلاق کی خوبی و برتری کا راز یہی ہے - کہ وہ سب محض خدا کی رضاء جوئی کے لئے اختیار کئے جاتے ہیں - ان اعمال کی روح یوم آخرت کا عقیدہ ہے - یہی وجہ ہے - کہ سچے مومن کے اعمال ریاء کاری سے محفوظ رہتے ہیں اور اس کا ہر کام محض اللہ تعالےٰ کے لئے ہو جاتا ہے - اس کی نمازیں بھی خدا کے لئے ہوتی ہیں - اور اس کی قربانیاں بھی اس کی خاطر ہوتی ہیں - اس کی ساری زندگی بھی اللہ رب العلمین کے لئے گزرتی ہے - اور اس کی موت بھی اس کی خاطر ہوتی ہے - اپنے اپنے ظرف اور ایمان کے مطابق یہ مقام ہر مومن کو حاصل ہوتا ہے اور یہی اسلامی اخلاق کی امتیازی بنیاد ہے اور یہی یوم آخرت پر ایمان کا ایک شیریں پھل ہے -

بھائیو! سچا ایمان ہرگز بے ثمر نہیں ہوتا - اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے فضلوں کا وارث بنائے - آمین

"اگر دُنیا داروں کی طرح رہو گے

تو اس سے کچھ فائدہ نہیں - کہ تم نے میرے ہاتھ پر توبہ کی - میرے ہاتھ پر توبہ کرنا ایک موت کو چاہتا ہے تاکہ تم نئی زندگی میں ایک اور پیدائش حاصل کرو -

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم صفحہ ۲۶۳)

فہرست زیورات برائے چندہ مسجد ڈنمارک

جلسہ سالانہ کے موقع پر جن بہنوں نے مسجد ڈنمارک کے لئے زیورات بطور چندہ دیئے ہیں ان کے نام درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے اور ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے آمین اگر کسی بہن کا نام شائع ہونے سے رہ گیا ہو تو اطلاع دیں۔

خاکسار مریم صدیقہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

نام	زیور
۱ - سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ نور احمد صاحب وکیل لاہور	زیور کا پورا سیٹ
۲ - امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ بشیر احمد صاحب پراچہ لاہور	چوڑیاں چھ عدد
۳ - راشدہ مبارکہ صاحبہ اہلیہ حاجی عبدالرحمن صاحب باندھی ربوہ	چوڑیاں آٹھ عدد
۴ - اہلیہ صاحبہ چوہدری عبدالحمید صاحب لیری والا	چوڑی ایک عدد
۵ - خدیجہ صاحبہ والدہ خلیل احمد صاحب - پشاور	ایک کڑا
۶ - فرحت صاحبہ اہلیہ چوہدری عبدالقدوس صاحب محمد آباد	کڑے دو عدد
۷ - حلیمہ بی بی صاحبہ چک نمبر ۹۱ الف	تعویذ
۸ - عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ ملک غلام نبی صاحب ڈسکہ	کانوں کے جھمکے ایک جوڑی
۹ - بشیر بانو صاحبہ اہلیہ مرزا سلطان احمد صاحب - چک بزرگ ضلع گجرات	ایک جوڑی ٹاپس
۱۰ - غلام فاطمہ صاحبہ زوجہ ملک محمد شفیع صاحب سارو کی ضلع 〃	ایک جوڑی کانٹے
۱۱ - والدہ اقبال صاحب ڈیرہ غازی خاں	ایک جوڑی بالیاں
۱۲ - بیگم صاحبہ چوہدری سلطان احمد صاحب سیالکوٹ	〃 〃 〃
۱۳ - شریفاں بی بی صاحبہ اہلیہ محمد شریف صاحب چک ۶۲/ج ضلع سرگودھا	〃 〃 〃
۱۴ - محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ نذیر احمد صاحب شیخوپورہ	〃 〃 〃
۱۵ - صدیقہ بیگم صاحبہ اہلیہ حبیب اللہ صاحب - صدر لجنہ قبولہ ضلع منٹگمری	ایک جوڑی بُندے
۱۶ - مہر بی بی صاحبہ زوجہ سید ولی محمد صاحب جہلم	ایک جوڑی بالیاں
۱۷ - عائشہ بی بی صاحبہ اہلیہ عبدالسلام صاحب راولپنڈی	〃 〃 〃
۱۸ - حمیدہ ارشد صاحبہ راولپنڈی	〃 〃 〃
۱۹ - نذیر بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری خورشید صاحب گوجرانوالہ	کانٹے ایک جوڑی
۲۰ - نواب بی بی صاحبہ اہلیہ چوہدری عبدالرؤف صاحب سیالکوٹ	〃 〃 〃
۲۱ - فاطمہ بی بی صاحبہ - بن باجوہ سیالکوٹ	بالیاں ایک جوڑی -
۲۲ - فاطمہ بی بی صاحبہ ضلع منٹگمری	بُندے ایک جوڑی
۲۳ - سعیدہ اختر صاحبہ - لاہور	بالیاں ایک جوڑی
۲۴ - بشریٰ بیگم محمد حسین صاحب گوجرانوالہ	کانٹے ایک جوڑی
۲۵ - سلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری اللہ دتا صاحب ورک پریذیڈنٹ - بیتو کی لاہور -	〃 〃 〃
۲۶ - ایک بہن جو اپنا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتی	〃 〃 〃
۲۷ - غلام فاطمہ صاحبہ چک ۱۶۸ سنگلا ضلع سرگودھا	ایک کانٹا
۲۸ - بدر جہاں صاحبہ اہلیہ ملک شفیع صاحب لائل پور	ایک بالی
۲۹ - عائشہ بی بی ہاشمی صاحبہ زوجہ سید علی ہاشمی صاحب جہور چک ۱۱۷ شیخوپورہ	ایک کانٹا
۳۰ - آمنہ بیگم صاحبہ دختر ڈاکٹر اسمٰعیل صاحب مرحوم لیّہ	ایک بالی
۳۱ - غلام فاطمہ صاحبہ بنت غلام حسن صاحب - محمد کوٹ وال چنیوٹ	ایک بالی
۳۲ - فتح بی بی صاحبہ زوجہ محمد دین صاحب بجھٹہ کلاں	〃 〃
۳۳ - ناصرہ بیگم صاحبہ زوجہ غلام محمد صاحب وحدت کالونی لاہور	〃 〃
۳۴ - جنت بھری صاحبہ مجوکہ	〃 〃
۳۵ - جنت بی بی صاحبہ اہلیہ فیروز دین صاحب اوکاڑہ	〃 〃
۳۶ - اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ ملک عطا محمد صاحب جاکے	〃 〃
۳۷ - خورشید صاحبہ ضلع سیالکوٹ	ایک کانٹا
۳۸ - ساجدہ بیگم صاحبہ اہلیہ ملک احسان اللہ صاحب ربوہ	ایک انگوٹھی
۳۹ - صدیقہ بیگم صاحبہ اہلیہ احمد یار صاحب لاہور	〃 〃
۴۰ - بیگم محبوب صاحب	〃 〃
۴۱ - فاطمہ صاحبہ اہلیہ عبدالحمید صاحب گنج مغل پورہ - لاہور	〃 〃
۴۲ - جمیلہ صاحبہ 〃 〃 〃	〃 〃
۴۳ - سیدہ بشریٰ صاحبہ اہلیہ سید اسلام صاحب ربوہ	ایک انگوٹھی
۴۴ - ارشاد بیگم صاحبہ زوجہ بشیر احمد صاحب ہاشمی - گجو چک	〃 〃
۴۵ - خورشید بیگم صاحبہ زوجہ محمد دین صاحب گوجرہ	〃 〃
۴۶ - فاطمہ صاحبہ اہلیہ عبدالعزیز صاحب کنری سندھ	〃 〃
۴۷ - عطیہ بیگم صاحبہ اہلیہ قریشی احمد شفیع صاحب میانوالی	〃 〃
۴۸ - اہلیہ صاحبہ میجر عبدالقادر صاحب نمبر ۶۶ ایلگن روڈ لاہور چھاؤنی	〃 〃
۴۹ - امۃ الجمیل صاحبہ زوجہ محمد اشرف صاحب - چاہ میراں لاہور	〃 〃
۵۰ - رابعہ خانم صاحبہ از طرف مولوی بہادر علی صاحب وداتا مانسہرہ	〃 〃
۵۱ - رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ غلام رسول صاحب چک نمبر ۵۶۵	〃 〃
۵۲ - ممتاز عصمت صاحبہ بنت چوہدری محمد نواز صاحب کولوتارڑ ضلع گوجرانوالہ	〃 〃
۵۳ - آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی نجم منیر	〃 〃
۵۴ - سکینہ بی بی صاحبہ زوجہ غلام رسول صاحب - لیہلے والی ضلع شیخوپورہ	〃 〃
۵۵ - امۃ الحی صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب	〃 〃
۵۶ - بیگم صاحبہ ملک منور احمد صاحب - گوجر خان	〃 〃
۵۷ - بیگم صاحبہ ملک معراج دین صاحب	〃 〃
۵۸ - امۃ الباسط صاحبہ بنت میاں ناصر علی صاحب جھنگ صدر	〃 〃
۵۹ - عائشہ بی بی صاحبہ اہلیہ مولوی علی احمد صاحب - بیدادپور ضلع شیخوپورہ	〃 〃
۶۰ - حفیظ بی بی صاحبہ از طرف والدہ مرحومہ عائشہ بی بی صاحبہ چک نمبر ۶۶	〃 〃
۶۱ - از طرف والدہ مرحومہ بیگم چوہدری محمد صادق صاحب حیدرآباد سندھ (ان کی لڑکی نے دیا)	〃 〃
۶۲ - ناصرہ نذیر صاحبہ بنت چودھری محمد بوٹا صاحب - چک لالہ	〃 〃
۶۳ - بیگم صاحبہ خواجہ محمد امین صاحب سمبڑیال - از طرف والدہ مرحومہ	〃 〃
۶۴ - بشریٰ طاہرہ صاحبہ اہلیہ چوہدری سعید احمد صاحب نوکوٹ سندھ	〃 〃
۶۵ - طیبہ صاحبہ اہلیہ ظفر احمد صاحب - کوہاٹ	〃 〃
۶۶ - سعیدہ صاحبہ اہلیہ خواص خاں صاحب پشاور	〃 〃
۶۷ - رشیدہ صاحبہ بیگم عبداللہ خاں صاحب راولپنڈی	〃 〃
۶۸ - فاطمہ صاحبہ اہلیہ عبدالحمید صاحب گنج مغل پورہ لاہور	〃 〃
۶۹ - ناصرہ بیگم صاحبہ لائل پور	〃 〃
۷۰ - غفورہ نزہت صاحبہ اہلیہ عبدالرشید صاحب منٹگمری	〃 〃
۷۱ - بشیرا صاحبہ اہلیہ مبارک احمد صاحب - جوڑیا ضلع منٹگمری	〃 〃
۷۲ - صفیہ صاحبہ اہلیہ داؤد انور صاحب ملک بھیروی	〃 〃
۷۳ - عزیزہ نسرین صاحبہ اہلیہ عبدالمجید صاحب - سیالکوٹ	〃 〃
۷۴ - زہرہ صاحبہ اہلیہ محمد اکرم صاحب - بیگم کوٹ لاہور	〃 〃
۷۵ - عذرا صاحبہ اہلیہ شیخ محمد اکرم صاحب لائل پور -	〃 〃
۷۶ - منیرہ صاحبہ اہلیہ سید کمال یوسف صاحب - ربوہ	〃 〃
۷۷ - انور بیگم صاحبہ بوریوالہ	〃 〃
۷۸ - امۃ القدیر صاحبہ جہلم	〃 〃
۷۹ - سردار اختر صاحبہ احمد پور - ضلع جھنگ	〃 〃
۸۰ - بیگم عبدالجلیل صاحب عشرت لاہور -	〃 〃
۸۱ - سراج بی بی صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر حافظ بدرالدین صاحب مرحوم ربوہ	〃 〃
۸۲ - سکینہ بی بی صاحبہ گجرات	〃 〃
۸۳ - اہلیہ صاحبہ عبدالرحمن صاحب ارشد لاہور	〃 〃
۸۴ - سلمیٰ حبیب صاحبہ بنت حبیب احمد صاحب - حیدرآباد	〃 〃
۸۵ - امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ چوہدری صدیق احمد صاحب	〃 〃
۸۶ - سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ عبدالمجید صاحب لائل پور	〃 〃
۸۷ - از طرف رشیدہ بیگم صاحبہ مرحومہ بنت شیخ فضل حسین صاحب لائل پور - (انکی والدہ صاحبہ نے دی)	〃 〃
۸۸ - عائشہ بی بی صاحبہ اہلیہ شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم	〃 〃
۸۹ - فاطمہ بی بی صاحبہ اہلیہ سید عبدالسلام صاحب دارالصدر ربوہ	ایک جوڑی کلپ
۹۰ - سکینہ بیگم صاحبہ اہلیہ محمد عاشق صاحب منٹگمری	چاندی کے دو کنگن

درخواست دعا: - مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ ماڈرن موٹرز راولپنڈی بعارضہ قلب ۱/۶۵ سے علیل ہیں۔ بزرگان سلسلہ کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔ (فیروزالدین انسپکٹر تحریک جدید راولپنڈی)

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

نیویارک ۔ ۲۸ جنوری ۔ پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے پھر مطالبہ کیا ہے کہ کشمیر کے پینتیس لاکھ مظلوم مسلمانوں کو حق خود ارادیت دیا جائے وہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں عالمی امور پر بحث کے دوران بھارتی مندوب کی تقریر کا جواب دے رہے تھے ۔ انھوں نے کہا کہ جب اقوام متحدہ کے فیصلے کانگو ۔ کوریا ۔ اور دوسرے ممالک میں نافذ ہو سکتے ہیں تو ان کا اطلاق بھارت پر کیوں نہیں ہوتا اگر موزنبیق اور دنیا کی دوسری نوآبادیوں کے باشندے حق خود ارادیت کے طالب ہیں تو کشمیر کے باشندوں کو اس سے کیسے محروم رکھا جا سکتا ہے ۔

مسٹر بھٹو نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ بھارتی مندوب نے گمراہ کن استدلال کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ حق خود ارادیت کا اطلاق کشمیر پر نہیں ہوتا ۔ انھوں نے کہا بھارت اقوام متحدہ اور پاکستان سے وعدہ کر چکا ہے وہ کشمیر کے باشندوں کو رائے شماری کے ذریعے اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا موقع دے گا ۔ لیکن اب وہ کمال ڈھٹائی سے اپنے اس وعدہ سے انحراف کر رہا ہے ۔ انھوں نے کہا کہ بھارت نے اقوام متحدہ کے فیصلوں کی جس طرح دھجیاں اڑائی ہیں دنیا کے کسی اور ملک کو اس طرح جرأت نہیں ہو سکی ۔

تہران ۲۸ جنوری ۔ ایران کے نئے وزیر اعظم مسٹر امیر عباس ہویدا نے نئی کابینہ کا اعلان کر دیا ہے اس کابینہ میں مرحوم حسن علی منصور کی کابینہ کے ایک کے سوا تمام ارکان شامل ہیں ۔ وزیر خارجہ مسٹر عباس آرام بدستور اپنے عہدے پر قائم رہیں گے ۔ نئے وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ وہ مسٹر حسن منصور کی پالیسیوں پر کاربند رہیں گے ۔ مسٹر ہویدا ۔ مسٹر حسن منصور کی کابینہ میں وزیر خزانہ کے عہدے پر فائز تھے ۔ وزیر اعظم حسن علی منصور کا گزشتہ رات ہسپتال میں انتقال ہو گیا تھا ۔ ان پر پانچ روز پہلے پارلیمنٹ کے سامنے ایک طالب علم نے پستول سے قاتلانہ حملہ کیا تھا ۔ ان کی گردن جبڑے اور پیٹ میں گولیاں لگی تھیں ۔ ہسپتال میں ڈاکٹروں نے پانچ دن تک ان کی جان بچانے کی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے منگل کی صبح کو ان کی حالت اچانک خراب ہو گئی اور وہ اپنے معبود حقیقی سے جا ملے ۔

راولپنڈی ۲۸ جنوری ۔ صدر ایوب خان نے مسٹر حسن علی منصور کی وفات پر شاہ ایران اور ایرانی عوام کے نام تعزیت کا پیغام ارسال کیا ہے اپنے پیغام میں صدر نے مرحوم کی مغفرت کی دعا کرتے ہوئے ان کے پسماندگان سے تعزیت کا اظہار بھی کیا ہے ۔

اعلانِ نکاح

عزیزم عبد الحفیظ صاحب کھوکھر بی اے واقف زندگی آف گوجرانوالہ حال متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ ابن برادرم عبد الرحیم صاحب آف گوجرانوالہ حال ساہیوال کا نکاح ہمراہ عزیزی امۃ الودود بنت مولوی صدر الدین صاحب کھوکھر کراچی ۷۰۰/- روپیہ حق مہر پر مولانا جلال الدین صاحب شمس نے ۲۸ دسمبر ۱۹۶۴ء کو بر موقعہ جلسہ سالانہ پڑھا ۔ دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے موجب خیر و برکت فرمائے آمین ۔

(خاکسار منیر الدین احمد مبلغ مشرقی افریقہ ۔ ربوہ)

ظاہر اور باطن دونوں اپنی اپنی جگہ اہم ہیں اور ان کی بڑی قیمت ہے

اسلام نے جتنے بھی احکام دیئے ہیں ان سب پر عمل کرنا ضروری ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ظاہر و باطن دونوں کی اہمیت اور ان سے متعلق اسلامی احکامات کی بجا آوری پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مغز ہی اصل چیز ہوا کرتی ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ کسی چھلکے کے بغیر کوئی مغز تیار نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ مغز بغیر چھلکے کے تیار ہو سکتا ہے وہ غلطی پر ہیں مغز کا قیام چھلکے کے ساتھ وابستہ ہے میں ایک دفعہ سندھ گیا وہاں ایک عزیز کے ہاں میری دعوت تھی۔ ایک ہندو بھی وہاں تھا۔ اس سے میں نے پوچھا تم ہندوستان کیوں نہیں گئے اس نے کہا یہاں امن ہے، جو لوگ یہاں سے چلے گئے ہیں انھوں نے غلطی کی ہے مسلمانوں سے میرے اچھے تعلقات ہیں اور مجھے یہاں کسی قسم کا خطرہ نہیں مجلس میں سے کسی نے کہا کہ یہ دوست اسلام کی تحقیق کر رہے ہیں اور ایک حد تک اسلام کی طرف مائل ہیں۔ اس پر میں نے اس ہندو سے کہا جب آپ اسلام کی تحقیقات کر رہے ہیں اور ایک حد تک آپ نے اس کی صداقت کو معلوم کرنے کی کوشش کی ہے تو آپ آگے قدم کیوں نہیں بڑھاتے۔ اگر آپ اسلام کی صداقت کے قائل ہیں تو پھر آپ اسے مانتے کیوں نہیں۔ اس ہندو نے کہا مجھے میرے گورو نے سکھایا ہے کہ دین دل کے ساتھ تعلق رکھنے والی چیز ہے جب کسی چیز سے دل کا تعلق ہو جاتا ہے تو یہ امر انسان کے لئے کافی ہے، میرا گورو بھی خدا کی ہی باتیں سناتا ہے۔ پس جب میں نے اسلام کے ساتھ دل سے تعلق پیدا کر لیا اور مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے تو یہ کافی ہے ظاہری طور پر اسلام میں داخل ہونے کی کیا ضرورت ہے میں نے اس سے کہا کیا آپ کی شادی ہو چکی ہے اس نے جواب دیا ہاں میری شادی ہو چکی ہے میں نے کہا کیا تمہارے بچے بھی ہیں اس نے جواب دیا ہاں میرے بچے بھی ہیں۔ میں نے کہا کیا تم نے کبھی اپنے بیوی اور بچوں سے پیار بھی کیا ہے اس پر وہ کہنے لگا اپنے بیوی بچوں سے تو لوگ پیار کیا ہی کرتے ہیں میں نے کہا کیا تمہارے دل میں ان کے لئے محبت ہے اس نے کہا ہاں میرے دل میں ان کے لئے محبت ہے میں نے کہا اگر تمہارے دل میں تمہارے بیوی بچوں کی محبت ہے اور تم کہتے ہو کہ دل میں کسی چیز کی محبت کا ہونا کافی ہے تو پھر تم اپنے بیوی بچوں سے پیار کیوں کرتے ہو دل کی محبت کو ہی کافی کیوں نہیں سمجھتے اور اگر تم اپنے بیوی بچوں کے لئے اپنے دل کی محبت کو کافی نہیں سمجھتے بلکہ ظاہر میں بھی ان سے پیار کرنا چاہیئے ہو تو پھر خدا تعالیٰ کے لئے یہ بات کیسے کہتے ہو کہ اس سے دل میں تعلق ہے اس لئے ظاہری عبادت کی ضرورت نہیں۔ اس پر وہ بہت شرمندہ ہوا بہرحال ظاہر بھی ایک حقیقت رکھتا ہے اگر ہم نے مغز پر زور دیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ظاہر کی کوئی حقیقت نہیں مغز اپنی جگہ پر قیمت رکھتا ہے اور ظاہر اپنی جگہ پر قیمت رکھتا ہے۔ اسلام نے جو احکام دیئے ہیں یا جو باتیں عقلی طور پر ان کے نتیجہ میں سمجھی جاتی ہیں وہ ساری کی ساری ایسی ہیں جن پر عمل کرنا ضروری ہے ورنہ صحیح نتائج پیدا نہیں ہو سکتے مثلاً جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صفیں سیدھی کر لو ورنہ دل ٹیڑھے ہو جائیں گے اب دیکھو صفوں کے سیدھا ہونے کا دلوں کے ٹیڑھا ہو جانے کے ساتھ کوئی ظاہری تعلق نہیں لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں صفیں سیدھی کرو ورنہ دلوں کے ٹیڑھا ہو جانے کا خطرہ ہے اور آپ اس پر عمل بھی کرواتے تھے اسی طرح باقی احکام ہیں اگر ہم انہیں رسم کہہ کر چھوڑتے چلے جائیں تو یہ بات ہمیں اسلام سے بہت دور لے جائے گی۔"

(الفضل ۱۰ر جولائی ۱۹۶۳ء)

اے دوست تیرا عشق ہی کچھ خام ہو تو ہو
یہ تو نہیں کہ یار ذرا مہربان نہیں
ایمان جس کے ساتھ نہ ہو قوتِ عمل
کشتی ہے جس کے ساتھ کوئی بادباں نہیں

(کلام محمود)

یہ مبارک ایام اور سبقت فی الخیرات

(محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم وقف جدید)

جملہ احباب جماعت سے گزارش ہے کہ اپنا سال رواں کا چندہ وقف جدید رمضان المبارک کے اختتام سے پہلے پہلے ادا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ سبقت فی الخیرات یعنی نیکیوں میں آگے بڑھنا اور پہل کرنا جب بھی نصیب ہو ایک بہت بڑی سعادت ہے اور خدا تعالیٰ کے خاص فضل کو جذب کرنے کا موجب ہے مگر رمضان کے مبارک ایام میں تو اس کا درجہ اور بھی بڑھ جاتا ہے کیونکہ یہ وہ دن ہیں کہ جب خدا تعالیٰ کا عرش قبولیت خود اپنے بندوں کی طرف غیر معمولی شفقت اور رحم کے ساتھ جھکا ہوا ہوتا ہے۔ ہمارے آقا مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق صحابہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ اس مبارک مہینہ میں اس کثرت سے خدا تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ فرماتے تھے گویا ایک موسلا دھار بارش ہو رہی ہے پس جہاں انفرادی صدقہ و خیرات میں آپ غیر معمولی انفاق کر رہے ہوں گے وہاں اشاعت دین محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی دل کھول کر خرچ کریں۔

اس نیکی کو مزید مقبول بنانے کے لئے دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد چاہیں۔ دفتر وقف جدید کی طرف سے بھی ایسے جملہ مخلصین کے لئے جو اپنا چندہ اختتام رمضان سے پہلے پہلے ادا فرمائیں گے خاص دعا کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی جائے گی۔ اسی طرح معتکفین کی خدمت میں نیز درس قرآن کے اختتام پر ہونے والی دعا کے موقعہ پر خاص دعا کی درخواست کی جائے گی

فجزاھم اللہ احسن الجزاء

والسلام
خاکسار مرزا طاہر احمد

امراء صاحبان کی توجہ کے لئے!

جماعتوں کی طرف سے آئندہ سالانہ انتخابات کے لئے مجلس انتخاب کے ممبران کی فہرستیں موصول ہو رہی ہیں۔ امراء صاحبان مقامی کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ مجلس انتخاب کے ممبران کی جو فہرستیں بھجوائیں وہ ہر لحاظ سے مکمل ہونی چاہئیں

۱۔ مثلاً یہ کہ تمام ممبران کے دستخط اور مکمل ایڈریس درج ہونے چاہئیں۔

۲۔ تعداد چندہ دہندگان درج ہونی چاہیئے یعنی یہ کہ جماعت میں چندہ دہندگان کی تعداد کتنی ہے۔

۳۔ صدر جلسہ اور دو گواہوں کے دستخط ہونے چاہئیں۔

۴۔ منتخب شدہ ممبران صحابہ کرام۔ اور ساٹھ سال سے زائد عمر کے احباب کی فہرستیں الگ الگ درج ہونی چاہئیں۔

۵۔ ممبران میں سے جو موصی ہوں اُن کے وصیت نمبر درج کئے جائیں اور جو غیر موصی ہوں ان کے متعلق مقامی سیکرٹری مال کی تصدیق شامل کی جاوے کہ چندہ عام اور چندہ جلسہ سالانہ کے بقایا دار نہیں ہیں۔

(ناظر اعلیٰ)

"الفرقان" کا "فرقِ لاہور نمبر"

غیر مبایعین کے مسائل اور ان کے وجوہ اختلاف پر از روئے دلائل و براہین جامع تبصرہ الفرقان کے ایک خاص نمبر میں عنقریب شائع ہوگا۔ ٹھوس مقالات پر مشتمل یہ نمبر فیصلہ کن نمبر ہوگا۔ انشاء اللہ اہل قلم مدلل مقالات سے ممنون فرمائیں اور جماعتیں اپنے اپنے ہاں کی ضرورت کے مطابق اپنی مطلوبہ تعداد سے مطلع فرماویں اسی صفحات ہوں گے اور قیمت پچھتر پیسے ہوگی۔

ابو العطاء جالندھری ایڈیٹر الفرقان ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۷